AL-IDRAK
RESEARCH JOURNAL
ریسرچ جرنل

OPEN ACCESS
Al-Idrak
Fiqh Al-Usrah
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

مسئلہ طلاق میں امامیہ کی فقہی آراء کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Imamia Jurisprudence on the Issue of Divorce

☆**Dr. Sada Hussain Alvi**
Theology Teacher, ESED, KPK.
☆☆**Dr. Nadeem Abbas**
Assistant Professor, NUML, Islamabad
☆☆☆**Dr. Ansaruddin Madni**
Assistant Professor, Karakoram International University, Gilgit

Citation:
Alvi, Dr. Sada Hussain and Dr. Nadeem Abbas and Dr. Ansaruddin Madni " A Research Study of Imamia Jurisprudence on the Issue of Divorce."Al-Idrāk Research Journal, 3, no.1, Jan-June (2023): **65**– 85.

ABSTRACT

Islam gives great importance to the formation of the family. The family begins with the beautiful act of marriage. Islam wants this relationship that comes into being through marriage to remain forever. Islam recognizes the importance of maintaining the relationship and also takes into account the fact that sometimes it is not possible to stay together. If not, Islam allows divorce. The relationship that was established through marriage should be terminated through divorce. Islam deems this process undesirable even though it is justified. In divorce, the family is broken. The differences are at the peak. Keeping these things in mind, Islam has set the conditions for divorce, the divorcee and the one who is being divorced. The divorce that takes place in the presence of these conditions will be a Shariah divorce. Fiqh Imamiya, also known as Fiqh Jafari, we have seen the issue of divorce in the light of its teachings. In Fiqh Jafari, three talaqs in one party are considered as one talaq. Likewise, there are different types of talaq, each talaq has special conditions for its occurrence, and only the talaq that occurs with these conditions will be a Shariah talaq.

Key Words: Divorce, Imamia, Shariah, jurisprudence.

ابتدائیہ

اسلام خاندان کی تشکیل کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ خاندان کا آغاز نکاح کے خوبصورت عمل سے ہوتا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ نکاح سے وجود میں آنے والا یہ رشتہ ہمیشہ باقی رہے۔ اسلام نے تعلق کے قائم رکھنے کی اہمیت کو تسلیم کیا اور ساتھ اس حقیقت کو بھی مد نظر رکھا کہ کبھی کبھار اکٹھا رہنا ممکن نہیں رہتا۔ جب اکٹھا رہنا ممکن نہ ہو تو اسلام طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ وہ رشتہ جو نکاح کے ذریعے قائم ہوا تھا اسے طلاق کے ذریعے ختم کر دیا جائے۔ اسلام اس عمل کو جائز قرار دینے کے باوجود ناپسندیدہ سمجھتا ہے۔ طلاق میں خاندان ٹوٹ رہا ہوتا ہے۔ اس میں اختلافات

عروج پر ہوتے ہیں۔ ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام نے طلاق، طلاق دینے والے اور جسے طلاق دی جارہی ہے اس کی شرائط رکھی ہیں۔ انہی شرائط کی موجودگی میں ہونے والی طلاق ہی شرعی طلاق ہوگی۔ فقہ امامیہ جسے فقہ جعفری بھی کہا جاتا ہے اس کی تعلیمات کی روشنی میں ہم نے مسئلہ طلاق کو دیکھا ہے۔ فقہ جعفری میں ایک محفل میں تین طلاق کو ایک طلاق ہی شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح طلاق کی مختلف اقسام ہیں ہر طلاق کے وقوع پذیر ہونے کی خاص شرائط ہیں انہی شرائط کے ساتھ ہونے والی طلاق ہی شرعی طلاق ہوگی۔

لغت میں طلاق کیا ہے؟

طلاق کے عربی اور اردو زبان کی مشہور لغات میں مندرجہ ذیل معانی بیان کیے گئے ہیں:

طلاق کو طلق سے لیا گیا ہے یعنی اس کے حروف اصلی ط۔ل۔ق ہیں اس کا معنی کسی چیز کا خالی ہونا اور کھلا ہوا ہونا ہے اسی طرح "الطِلق" حلال چیز کو کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی ہر قسم کی پابندی سے خالی ہوتی ہے اور طالق اس ناقہ کو کہا جاتا ہے جس کو چھوڑ دیا جاتا ہے اب جہاں مرضی چاہے جائے۔[1]

ابن منظور کے مطابق عورت کو دی جانے والی طلاق کے دو معانی ہیں 1۔حل عقدة النكاح نکاح کی گرہ کو کھول دینا2۔التخلية و الارسال خالی ہونا، کھلے ہونا اس لیے طلیق اس غلام کو کہا جاتا ہے جب وہ آزاد ہو گیا ہو۔[2]

طلاق کا لغوی معنوی عورت کا اپنے شوہر سے جدا ہونا اور کسی بندھی ہوئی چیز کے کھلنے کے ہیں جیسے عرب کہتے ہیں کہ:طلقت طلاقا المراة من زوجها [3]ترجمہ: عورت کا اپنے شوہر سے جدا ہونا اسے چھوڑ دینا۔

سید احمد دہلوی اردو کی مشہور لغت فرہنگ آصفیہ میں طلاق کے معنی میں لکھتے ہیں کہ طلاق اسم مؤنث ہے اس کے مندرجہ ذیل معانی ہیں:

1۔ عورت کا قید نکاح سے آزاد ہونا

2۔ آزادگی

---

[1] ۔ابن فارس، ابی الحسین احمد بن فارس بن زکریا، "مقاییس اللغۃ"، بیروت: دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، ج:3، ص:420

Ibn e Faris, Abil Hussain Ahmed Bin Zakariya, *Maqayeesul Lugha* (Beirut: Dar ul Fikr li Tabaha Wan Nashar Wat Tozeeh)3:420.

[2] ۔ابن منظور، ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری، "لسان العرب"، بیروت: دار صادر للطباعۃ و النشر، طبع اولی 2000ء، ج:7، ص:136

Ibn e Manzur, Abil Fazl Jamal Ud Din Muhammad Bin Mukrim Afriki Misri, *Lisan Al Arab*, (Beirut: Dar Sadir li Tabaha Wan Nashar, 2000)7:136.

[3] ۔لویس مالوف، المنجد، کراچی: دار الاشاعت، طبع یازدھم، ص:612

Luwais Maloof, *Al Munjid*, (Karachi: Dar Ashaha)612.

3۔روانی، کشادگی اور تیز زبانی

4۔قسم سخت جو رذیل حالت میں غصہ میں دوسرے کو دے مثلا طلاق ہے جو تو سامنے ہی نہ آجائے یعنی تیری ماں پر طلاق ہے اگر آکر ہم سے مقابلہ نہ کرے۔[1] ان تمام معانی پر غور کیا جائے تو طلاق کے معنی آزاد ہونے، جدا ہونے، چھوڑ دینے کے ہیں یعنی عورت طلاق کے نتیجہ میں اس پابندی سے جو نکاح کی صورت میں ایک تعلق کے نتیجے میں آئی ہوتی ہے اس سے آزاد ہو جاتی ہے شوہر سے جدا ہو جاتی ہے۔

طلاق اصطلاحاً

النکاح عقد بین الزوجین وعلیه یبنی صرح الاسرۃ ویصان به العرض ویتحفظ علی العفة و الطلاق حل ذلك العقد[2]

ترجمہ: نکاح زوجین کے مابین ایک بندھن ہوتا ہے اور اس پر خاندان کی عمارت بنتی ہے اس کے ذریعے عزت محفوظ ہو جاتی ہے اور ناموس کو تحفظ ملتا ہے اور طلاق اس بندھن کے خاتمے کا نام ہے۔

الطلاق و المواریث میں ہے:۔

ازالة قید النکاح الدائم بصیغة طالق و شبهها[3]

ترجمہ: نکاح دائمی کا صیغہ طالق یا اس جیسے صیغہ کے ذریعے ختم ہو جانا طلاق کہلاتا ہے۔

السید زین الدین الجبعی فرماتے ہیں:۔

هو ازالة قید النکاح بغیر عوض بصیغة طالق[4]

---

[1] ۔دہلوی، سید احمد، "**فرہنگ آصفیہ**"، لاہور: مکتبہ حسن سہیل لمیٹڈ، طبع سوم، ج:3ص:246

Dehlwi, Syed Ahmad, *Farhang E Aasfiya*, (Lahore: Maktaba Hassan Suhail Limited),3:246

[2] ۔سبحانی، شیخ جعفر، "**نظام الطلاق فی الشریعة الاسلامیة الغراء**" قم: مؤسسۃ الامام الصادق، طبع اولی، 1414ھ، ص:7

Subhani, Sheikh Jaffar, *Nizam Ut Talaq Fi Ashariah Til Islamia Til Gharra*, (Qom: Moassissa Tul Imam As Sadiq, 1414AH)7.

[3] ۔لنکرانی، الشیخ محمد فاضل، "**الطلاق و المواریث**"، قم: مرکز فقہ آئمۃ الاطہار، طبع اولی 1421ھ، ص:9

Lankarani, Al Sheikh Muhammad Fazil, *At Talaq Wal Mawarees*, (Qom: Markaz Fiqh Aaema Til Athaar, 1421AH)9.

[4] ۔الشہید الثانی، السید زین الدین الجبعی العاملی، "**الروضة البهیة فی شرح اللمعة الدمشقیة**"، قم: مؤسسۃ اسماعیلیان، طبع السادسۃ 1421ھ، ج:2، ص:378

Al Shaheed US Saani, Al Syed Zain Ud Deen Aljabai Al Aamli, *Ar Roza Tul Bahiyya Fi Sharhe Lumati Al Dimishqiyya, (*Qom: Moassissa Ismailiyan,1421 AH)2:378.

ترجمہ: شوہر کا نکاح کے تعلق کو صیغہ طالق کے ساتھ بغیر کسی عوض کے ختم کرنا طلاق کہلاتا ہے۔

طلاق کی قسمیں

شیخ طوسی کے مطابق ابتدائی طور پر طلاق کی اقسام دو ہیں:۔

1۔ طلاق سنۃ 2۔ طلاق عدۃ[1]

1۔ طلاق سنۃ

ابی بصیر نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ میں نے امام سے پوچھا طلاق سنت کیا ہوتی ہے ؟

امام جعفر صادق نے جواب دیا طلاق سنت یہ ہے کہ جب کوئی اپنی زوجہ کو طلاق دینا چاہے اگر اس نے اس کے ساتھ جماع کر لیا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ حیض کے آنے انتظار کرے جب وہ عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اسے دو گواہوں کی موجودگی میں ایک طلاق دے پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ تین قروء گزر جائیں جب تین قروء گزر جائیں گے تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اب شوہر دوسرے لوگوں کی طرح اس سے شادی کا تقاضا کر سکتا ہے اگر یہ عورت چاہے تو اس سے شادی کر سکتی ہے اور اس کی مرضی نہ ہو تو شادی نہ کرے اگر یہ مہر جدید سے شادی کرلے تو تین طلاقوں میں سے ایک واقع ہوگئی دو باقی ہیں اب اگر وہ دوبارہ طلاق دیتا ہے جو دو گواہوں کی موجودگی میں حالت طہر میں ہوتی ہے ایسا طہر جس میں جماع بھی نہ کیا گیا ہو پھر اسے چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ تین قروء گزر جاتے ہیں اب اگر اس نے تین طہر گزر جانے کے باوجود رجوع نہیں کیا تو اب دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور عورت خود مختار ہو گی اور اس کے لیے شادی کرنا جائز ہو گا اب اس کا شوہر دوبارہ شادی کی خواہش کر سکتا ہے یہ خاتون کی مرضی ہے شادی کرے یا شادی نہ کرے اب اگر وہ نئے مہر کے ساتھ شادی کرتی ہے تو اب صرف ایک طلاق باری رہ گئی ہے اور دو طلاقیں گزر چکی ہیں اب اگر اس کا شوہر اسے طلاق دیتا ہے تو یہ عورت اپنے خاوند کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہو گی جب تک اس عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے نہ ہو جائے۔[2]

---

[1] ۔طوسی، ابو جعفر محمد بن حسن، "النهاية و نكتها"۔ قم: مؤسسۃ النشر الاسلامی، طبع الثانیہ 1417ھ، ج:2، ص:420

Toosi, Abu Jaffar Muhammad Bin Hassan, *Al Nihaya Wa Nukutuha*, (Qom: Moassissa Tun Nashril Islami, 1417 AH)2:420.

[2] ۔طوسی، ابو جعفر محمد بن حسن، "الاستبصار فيما اختلف من الاخبار"۔ بیروت، دار التعارف للمطبوعات، ج:3، ص:268و269

Toosi Abu Jaffar Muhammad Bin Hassan, *Al Istibsar Fimakhtalaf Minal Akhbar*, (Beirut: Dar Ut Taaruf Lil Matbooaat)3:268,269.

امام باقر فرماتے ہیں جس نے سنت میں بیان کردہ طریقے کے خلاف طلاق دی اس کی یہ طلاق کتاب خدا کی طرف پلٹائی جائے گی۔[1]

2۔طلاق عدۃ

امام باقر نے فرمایا کہ طلاق عدت جس کے بارے میں اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ[2]

ترجمہ: اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے حساب سے طلاق دو اور پھر عدت کا حساب رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے۔

طلاق عدت میں جب کوئی آدمی طلاق کا ارادہ کرے کہ وہ زوجہ کو طلاق عدت دے تو اسے چاہیے وہ انتظار کرے کہ اس کی بیوی کو حیض آئے اور وہ حیض سے پاک ہو جائے جب وہ پاک ہو جائے تو وہ اسے جماع کیے بغیر دو عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے اب وہ چاہے تو اسی دن رجوع کرلے یا اس کے چند دن بعد دوبارہ حیض کے آنے سے پہلے رجوع کرلے اور اس رجوع پر گواہ بنالے اس کے ساتھ ساتھ اپنی بیوی مجامعت بھی کرلے اس رجوع کے بعد جب حیض آجائے اور یہ عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اسے بغیر جماع کیے عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے اور حیض آنے سے پہلے دوبارہ رجوع کرلے اس رجوع پر گواہ بنائے اور بیوی سے مجامعت کرے اور اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اسے تیسرے مرتبہ حیض آجائے جب تیسرے حیض سے نکلے تو بغیر جماع کیے ہوئے اسے تیسری طلاق دے دے اور اس پر گواہ بھی بنائے جب یہ کردے گا تو اب یہ عورت اس مرد پر اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک اس کا نکاح کسی اور مرد سے نہ ہو جائے۔[3]

---

[1] ۔کلینی، شیخ محمد بن یعقوب، "الکافی"، بیروت: دار الاضواء للطباعۃ والنشر والتوزیع، طبع اولی 1992ء، ج:6، ص:61

Kulaini, Sheikh Muhammad Bin Yaqoob, *Al Kaafi*, (Beirut: Dar Al Azwa Lit Tabaha Wan Nashar Wat Tozeeh,1992)6:61.

[2] ۔القرآن الکریم، 65:1

Al Quran Al Kareem, 1:65.

[3] ۔العاملی، الشیخ محمد بن حسن، "وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ، قم: مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، طبع الثانیۃ، 1414ھ، ج:22، ص:109، 108

Al Amli, Sheikh Muhammad Bin Hassan, *Wasail Us Shia Ila Tehsil E Masaili Sharia*,(Qom: Moassissa Aalal Bait Li Ahyai Turas, 1414 AH)22:108,109.

پہلا مبحث: طلاق بائن کی بحث

طلاق ظہار کیا ہے؟

شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں جب بیوی پاک ہو اور اس کے ساتھ اس طہر میں جماع بھی نہ کیا گیا ہو دو مسلمان عادل اشخاص کی موجودگی میں شوہر یہ کہے کہ:

انت علی کظھر امی او اختی او ابنتی او خالتی

یا اس کے علاوہ محرمات میں سے کسی ایک کا ذکر کر دے اور اس سے شوہر کا ارادہ یہ ہو کہ میری بیوی مجھ پر حرام ہو جائے تو اس سے یہ عورت اس شخص پر حرام ہو جائے گی اور اس کے ساتھ وطی حرام ہو جائے گی یہ صرف اس صورت میں دوبارہ رجوع کر سکتا ہے جب کفارہ ادا کرے اور اس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے یہ نہ کر سکے تو دوماہ کے لگاتار روزے رکھے اگر روزوں پر قادر نہ ہو تو ساٹھ لوگوں کو کھانا کھلائے۔[1]

طلاق ظہار میں نیت، طہر، دو عادل گواہوں کے سامنے، بغیر کسی شرط کے ہو اور صرف لفظ ظہار کے ساتھ ہو تو طلاق ظہار واقع ہو گی ورنہ یہ طلاق واقع نہیں ہو گی۔[2]

طلاق بائن کی صورتیں

طلاق بائن کی چھ صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

1۔ ایسی صورت جس میں شوہر نے بیوی کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو۔

2۔ اس عورت کی دی جانے والی طلاق جس کی عمر اتنی زیادہ ہو کہ اسے حیض نہ ہوتا ہو۔

3۔ وہ بچی جو بالغ نہ ہو اسے دی جانے والی طلاق۔

ان تین صورتوں میں جب شوہر طلاق دے گا تو عورت کی کوئی عدت نہیں ہے یعنی وہ بغیر عدت گذارے نکاح کر سکتی ہے۔

4۔ **طلاق مباراۃ:** جب میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کو پسند نہ کرتے ہوں اور اُن میں نفرت پائی جائے تو عورت مرد کو کچھ مال اس لئے دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے تو طلاق کی اس قسم کو طلاقِ مباراۃ کہا جاتا ہے۔

---

[1] ۔ مروارید، علی اصغر، "سلسلة الينابيع الفقهية الطلاق"، بیروت: الدار الاسلامیہ، طبع اولی 1990ء، ج:20 ص:26

Marwareed, Ali Asghar, *Silsila Tul Yananabih Al Fiqhiyyati Talaq*, (Beirut: Al Dar Ul Islamia,1990)20:26.

[2] ۔ ایضا، ص:55و56

Ibid, 55,56.

ایسی صورت میں اگر زوجہ کا نام فاطمہ ہو اور صیغہ پڑھنے والا شوہر ہو تو یوں کہے گا کہ:

"بَارَاتُ زَوجَتِی فَاطِمَةَ عَلٰی مَابَذَلَت"

اور احتیاط لازم کی بنا پر "فَهِیَ طَالِقٌ" بھی کہے۔

5۔ دو مرتبہ طلاق رجعی دینے کے بعد تیسری دی جانے والی طلاق طلاق بائن کہلاتی ہے۔

6۔ طلاق خلع: طلاقِ خلع سے مراد ایسی خاتون کو دی جانے والی طلاق ہے کہ جو خاتون اپنے شوہر سے نفرت کرتی ہو اور اُس کی طرف مائل نہ ہو اور وہ خاتون اپنا حق مہر یا کوئی اور مال وغیرہ شوہر کو دے دے تاکہ وہ اُسے طلاق دے دے۔ خلع میں قولِ معتبر یہ ہے کہ زوجہ شوہر سے ایسی نفرت کرتی ہو کہ وہ اُسے حقِ زوجیت ادا نہ کرنے کی دھمکی دے۔ اگر شوہر طلاق کا صیغہ خود جاری کرنا چاہے تو مالِ عوض لینے کے بعد صیغہ یوں جاری کرے کہ:

"زَوجَتِی فَاطِمَةُ کَالَعتُهَا عَلٰی مَابَذَلَت"

اور احتیاط مستحب کی بنا پر "هِیَ طَالِقٌ" بھی کہے۔

یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے عوض جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے رہا ہوں اور وہ آزاد ہے۔[1]

قرآن اور مسئلہ طلاق

قرآن مجید کی مختلف آیات میں طلاق کے احکامات کو مفصل بیان کیا گیا ہے جیسے سورۃ بقرۃ میں ارشادِ باری تعالی ہے کہ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ[2]

ترجمہ: اے نبی! جب عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے حساب سے طلاق دیا کرو اور پھر عدت کا حساب رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ جو تمہارا پروردگار ہے اور انہیں (مطلقہ) ان کے گھروں سے

---

[1] ۔الشہید الثانی، السید زین الدین الجبعی العاملی، "الروضة البهية فی شرح اللمعة الدمشقية"، قم: مؤسسۃ اسماعیلیان، طبع السادسۃ 1421ھ، ج:2، ص:384

Al Shaheed US Saani, Al Syed Zain Ud Deen Aljabai Al Aamli, *Ar Roza Tul Bahiyya Fi Sharhe Lumati Al Dimishqiyya,* (Qom: Moassissa Ismailiyan,1421 AH)2:384.

[2] ۔القرآن الکریم، 65:1

Al Quran Al Kareem, 1:65.

مت نکالنا اور نہ وہ خود نکلیں جب تک کوئی واضح گناہ نہ کریں۔ یہ اللہ کی بتائی ہوئی حدود ہیں اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے ہی نفس پر ظلم کیا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں گواہوں کا حکم دیا گیا ہے اور شریعت میں جب لفظ امر آجاتا ہے تو اس سے مراد وجوب ہوتا ہے یہاں پر گواہ رکھنے کے حکم اور طلاق کے حکم کے درمیان میں فاصلہ آیا ہے یہ اس بات سے مانع نہیں بنتا کہ ہم گواہوں کو طلاق کے لیے قرار نہ دیں کیونکہ گواہوں کا حکم صرف طلاق کے ساتھ ساز گار ہے اور یہاں کوئی حقیقت سے عدول بھی نہیں ہو رہا اور امر اصل کے مطابق وجوب کے لیے ہی ہو گا اور استحباب کا مراد لینا بلا دلیل ہو گا۔[1]

الا قراء کے معنی کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے امام باقر فرماتے ہیں کہ دو حیضوں کے درمیانی مدت کو قرء کہا جاتا ہے۔[2]

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ[3]

ترجمہ: طلاق دو مرتبہ ہوگی۔ پھر نیکی کے ساتھ روک لیا جائے گا یا اچھے سلوک کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ ان عورتوں کو دے دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو پس اگر یہ اندیشہ ہو کہ دونوں حدود الہٰی کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو دونوں کے لئے آزادی ہے اس فدیہ کے بارے میں جو عورت مرد کو دے۔ یہ اللہ کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا وہ ظالموں میں سے ہو گا۔

---

[1] ۔ مروارید، علی اصغر، "سلسلة الينابيع الفقهية الطلاق"، بیروت: الدار الاسلامیہ، طبع اولی 1990ء، ج:20، ص:44

Marwareed, Ali Asghar, *Silsila Tul Yananabih Al Fiqhiyyati Talaq*, (Beirut: Al Dar Ul Islamia,1990)20:44.

[2]۔ کلینی، محمد بن یعقوب، "الکافی"، بیروت: دار الاضواء للطباعۃ والنشر والتوزیع، طبع اولی 1992ء، ج:6، ص:91

Kulaini, Sheikh Muhammad Bin Yaqoob, *Al Kaafi*, (Beirut: Dar Al Azwa Lit Tabaha Wan Nashar Wat Tozeeh,1992)6:91.

[3] ۔ القرآن الکریم، 29:2

Al Quran Al Kareem, 2:29.

طلاق فرامین آئمہ ع کی روشنی میں

عمرو بن رباح سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کا فرمان ہے کہ جو شخص سنت طریقہ کے خلاف طلاق دیتا ہے اس کی طلاق نہیں ہوتی ؟ اس پر امام باقر نے ارشاد فرمایا ہم اس کا حکم نہیں دیتے اور اگر ہم تمہیں اپنے پاس سے حکم بتائیں تو ہم تم میں بد تر مخلوق ہوں بلکہ سنت کے خلاف دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی یہ اللہ کا حکم ہے وہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ [1]

ترجمہ: ان کو اللہ والے اور علماء ان کو جھوٹ اور حرام سے کیوں نہیں منع کرتے۔ یہ یقینا برائی کر رہے ہیں۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کو وہ گھر بہت پسند ہے کہ جس میں دلہن ہوتی ہے اور وہ گھر ناپسند ہوتا ہے کہ جس میں طلاق ہوتی ہے۔[2]

بغیر وجہ طلاق دینا مذموم ہے

نبی اکرم ﷺ اور آئمہ اہل البیت بلاوجہ طلاق دینے کو پسند نہ فرماتے تھے اور بلاوجہ طلاق دینے والے کی مذمت کیا کرتے تھے۔ حضور اکرمؐ ایک شخص کے پاس سے گزرے اور اس سے پوچھا تم نے اپنی بیوی کا کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے اسے طلاق دے دی۔ فرمایا کسی جرم کے بغیر؟ اس شخص نے کہا جی ہاں کسی جرم کے بغیر طلاق دے دی۔ راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے پھر کسی سے شادی کی اور آپ ﷺ کا وہاں سے گزرے تو اس سے پوچھا کیا تم نے شادی کی ہے ؟ اس نے کہا جی ہاں آپؐ نے پوچھا پھر اس کا کیا ہوا؟ اس شخص نے جواب دیا اسے بھی طلاق دے دی۔ فرمایا کسی قصور کے بغیر؟ اس شخص نے جواب دیا جی کسی قصور کے بغیر طلاق دے دی۔ پھر اس نے ایک اور شادی کی آپؐ وہاں سے گزرے اور پوچھا شادی کی ہے ؟ اس نے عرض کی جی ہاں کی ہے اس پر آپؐ نے پوچھا بیوی

---

[1] ۔ القرآن الکریم، 63:5

Al Quran Al Kareem, 5:63.

[2] ۔ العاملی، الشیخ محمد بن حسن، "وسائل الشيعة الىٰ تحصيل مسائل الشريعة"، قم: مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، طبع الثانیۃ، 1414ھ ج:22، ص:9

Al Amli, Sheikh Muhammad Bin Hassan, *Wasail Us Shia Ila Tehsil E Masaili Sharia*,(Qom: Moassissa Aalal Bait Li Ahyai Turas, 1414 AH)22: 9.

کے ساتھ کیا کیا اس نے عرض کیا اسے بھی طلاق دے دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کسی جرم کے بغیر؟ اس نے جواب دیا جی کسی جرم کے بغیر طلاق دے دی۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہر اس مرد اور عورت کو ناپسند فرماتا ہے یا اس پر لعنت کرتا ہے جو زیادہ شادیاں کرتا ہے۔[1]

الکافی میں ہے:۔

قال رسول ﷺ ان اللہ عزوجل یبغض او یلعن کل ذواق من الرجال و کل ذواقۃ من النساء[2]

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی غضبناک ہوتا ہے یا لعنت بھیجتا ہے بار بار مزا چکھنے والے (طلاق دے کر بار بار شادی کرنے والے) مرد اور بار بار ذائقہ چکھنے والی عورت پر (جو طلاق لیکر بار بار شادی کرے)۔

مزید اسی کتاب ہے:۔

قال امام باقر ان اللہ عزوجل یحب البیت الذی فیه العرس ، و یبغض البیت الذی فیه الطلاق ،ما من شئ ابغض الی اللہ عزوجل من الطلاق[3]

ترجمہ: امام باقر نے فرمایا اللہ اس گھر کو پسند کرتا ہے جس میں دلہن ہو اور اس گھر کو ناپسند کرتا ہے جس میں طلاق ہو اللہ تعالی کو طلاق سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہیں ہے۔

ایک محفل میں تین طلاق کا شرعی حکم

آیہ مجیدہ ہے کہ:

"الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ"[4]

ترجمہ: طلاق دوبار دی جائے گی۔

---

[1] ۔ کلینی، شیخ محمد بن یعقوب، "الکافی"، بیروت: دار الاضواء للطباعۃ والنشر والتوزیع، طبع اولی 1992ء، ج:6، ص:54

Kulaini, Sheikh Muhammad Bin Yaqoob, *Al Kaafi*, (Beirut: Dar Al Azwa Lit Tabaha Wan Nashar Wat Tozeeh,1992)6:54.

[2] ۔ ایضا، ج:6، ص:57

Ibid,6:57.

[3] ۔ ایضا

Ibid.

[4] ۔ القرآن الکریم، 2:229

Al Quran Al Kareem, 2:229.

ابن ادریس حلی لکھتے ہیں کہ اس آیت مجیدہ میں خبر نہیں دی جارہی کیونکہ اگر خبر مراد لیں تو بہت سی جگہوں پر ایسا نہیں ہوتا تو اس سے خبر کا جھوٹ ہونا لازم آتا ہے یہاں پر اس سے مراد امر ہے یعنی حکم دیا جارہا ہے کہ دو مرتبہ طلاق دو اب جو شخص ایک ہی محفل میں تین طلاق جاری کر دیتا ہے وہ اس آیت کے مقتضی کے مطابق عمل نہیں کرتا یہ آیت بالکل اس آیت کی طرح ہے جس میں اللہ تعالی فرماتا ہے مَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا یعنی جو اس میں داخل ہو گا وہ امن پائے گا اب یہاں پر خبر نہیں دی جارہی بلکہ حکم دیا جارہا ہے کہ ضروری ہے کہ تم ایمان لاؤ اس آیت میں بھی یہی کہا جارہا ہے جب طلاق دو یہ دو مرتبہ ہونی چاہیے۔[1]

سید مرتضی علم الھدی لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے بھی فقہ جعفری کی رائے کی تائید کرتی ہے وہ بھی یہی فرماتے تھے کہ طلاق ثلاث ایک ہی بار میں واقع نہیں ہوتیں۔[2]

ان ابن عباس قال طلق ركانة بن عبد يزيد أخو بن مطلب امرأته ثلاثا في مجلس واحد، فحزن عليها حزنا شديدا، قال: فسأله رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف طلقتها ﷺ قال: طلقتها ثلاثا، قال: فقال: في مجلس واحد- قال: نعم، قال: فانما تلك واحدة، فارجعها ان شئت، قال: فرجعها، فكان ابن عباس يرى انما الطلاق عند كل طهر[3]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو ایک محفل میں تین دفعہ طلاق دی اور پھر شدید غمگین ہوگئے۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے اسے کیسے طلاق دی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ میں نے اسے تین طلاقیں دی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ایک ہی وقت میں تین طلاقیں؟ تو انہوں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صرف ایک ہی طلاق ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے تو اپنی بیوی سے رجوع کرلے۔ پس انہوں نے اپنی بیوی کی طرف رجوع کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ ہر طہر میں ایک طلاق ہو گی۔

---

[1] ۔ابن ادریس حلی، ابی جعفر محمد بن منصور بن احمد، "السرائر الحاوی لتحریر الفتاوی"، قم: مؤسسۃ النشر الاسلامی، ج:3، ص:200

Ibn e Idrees Hilli, Abi Jaffar Muhammad Bin Mansoor Bin Ahmad, *Al Srair Ul Haava Li Tehreer Il Fatawa*,(Qom: Moassissa Tun Nashar Il Islami)3:200.

[2] ۔مروارید، علی اصغر، "سلسلة الينابيع الفقهية الطلاق"، بیروت: الدار الاسلامیہ، طبع اولی 1990ء، ج:20، ص:49

Marwareed, Ali Asghar, *Silsila Tul Yananabih Al Fiqhiyyati Talaq*, (Beirut: Al Dar Ul Islamia,1990)20:49.

[3] ۔امام احمد بن حنبل، "المسند"، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، طبع الثانیہ 2007ء، ج:4 ص:215

Imam Ahmed Bin Hanbal, *Al Musnad*, (Beirut: Moassissa Tur Risalah,2007)4:215.

حدثنا إسحق بن إبراهيم ومحمد بن رافع واللفظ لابن رافع قال إسحق أخبرنا وقال ابن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن ابن طاوس عن أبيه عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب إن الناس قد استعجلوا في أمر قد كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم[1]

ترجمہ: ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلے دو سال تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ طلاق دینے میں جلدی کرتے ہیں (یعنی اکٹھی تین طلاقیں دینے لگے ہیں) حالانکہ انہیں اس بارے مہلت دی گئی تھی (کہ وہ تین طہر یا تین الگ مہینوں میں تین طلاقیں دیں)۔ پس اگر ہم ایسے لوگوں پر تین طلاقیں جاری کر دیں تو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تین طلاقوں کے طور پر جاری کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ان دونوں روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں اکٹھی دی گئی تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک محفل کی تین طلاقوں کو تین شمار کرنے کا فیصلہ کسی انتظامی وجہ سے کیا گیا۔

کلبی نے امام جعفر صادق سے سوال کیا کہا گر ایک شخص اپنی عورت سے کہتا ہے کہ میں نے تمہیں چاند ستاروں جتنی طلاقیں ہوں امام نے فرمایا کیا تم نے سورۃ طلاق نہیں پڑھی میں نے کہا کیوں نہیں پڑھی ہے تو امام نے کہا اسے پڑھو میں نے یہ آیت پڑھی کہ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۖ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ

[1] ۔ امام مسلم، مسلم بن حجاج، "صحیح مسلم"، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، بیروت: دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، طبع اولی، 1999ء ج:2، ص:1090

Imam Muslim, Muslim Bin Hujjaj, *Saheeh Muslim*, (Beirut: Dar Ul Fikr Litabahat E Wan Nshar Wat Tozeeh,1999)2:1090.

حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا[1]

ترجمہ: طلاق دو مرتبہ ہو گی۔ پھر نیکی کے ساتھ روک لیا جائے گا یا حسنِ سلوک کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ ان عورتوں کو دے دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو پس اگر یہ اندیشہ ہو کہ دونوں حدود الٰہی کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو دونوں کے لئے آزادی ہے اس فدیہ کے بارے میں جو عورت مرد کو دے۔ یہ اللہ کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرنا اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا وہ ظالموں میں سے ہو گا۔

اس پر امام نے پوچھا یہاں پر کہیں آسمان کے ستارے ہیں؟ تو میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تجھے تین بار طلاق ہو تو اس کا کیا حکم ہو گا؟ امام نے کہا اس کی اس طلاق کو کتاب اللہ اور رسول اکرم ﷺ کی سنت کی طرف پلٹایا جائے گا اور طلاق صرف اس وقت واقع ہوتی ہے جب طہر میں ہو اور اس طہر میں جماع نہ کیا گیا ہو اور اس پر دو گواہ بھی ہوں۔[2]

عمرو بن البراء نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ ہمارے اہل علم کہتے ہیں کہ جب کوئی بندہ بیوی کو ایک بار یا سو بار طلاق دیتا ہے تو وہ ایک ہی ہوتی ہے اور یہی بات آپ اور آپ کے جد سے بھی پہنچی ہے کہ وہ بھی یہی فرمایا کرتے تھے اس پر امام نے جواب دیا بالکل ایسے ہی ہے وہ ایک طلاق ہی شمار ہوتی ہیں۔[3]

آئمہ اہلبیت کا اجماع ہے کہ ایک محفل میں دی گئی تین یا اس سے زیادہ طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی ہیں۔

طلاق میں تین بنیادی ستون ہیں طلاق کو سمجھنے کے لیے تمام کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے طلاق کی شرائط اور اس کو دینے والا اور جسے دی جارہی ہے ان تمام کی معرفت ہونا ضروری تاکہ اس کے مطابق طلاق وقوع پذیر ہو۔

---

[1] ۔ القرآن الکریم، 65:1

Al Quran Al Kareem, 1:65.

[2] ۔ العاملی، الشیخ محمد بن حسن، "وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة"، قم: مؤسسة آل البیت لاحیاء التراث، طبع الثانیہ، 1414ھ، ج:22، ص:62

Al Amli, Sheikh Muhammad Bin Hassan, *Wasail Us Shia Ila Tehsil E Masaili Sharia*,(Qom: Moassissa Aalal Bait Li Ahyai Turas, 1414 AH)22:62.

[3] ۔ کلینی، شیخ محمد بن یعقوب، "الکافی"، بیروت: دار الاضواء للطباعة والنشر والتوزیع، طبع اولیٰ 1992ء، ج:6، ص:74

Kulaini, Sheikh Muhammad Bin Yaqoob, *Al Kaafi*, (Beirut: Dar Al Azwa Lit Tabaha Wan Nashar Wat Tozeeh,1992)6:74.

طلاق کی اہم شرائط

جب کوئی شوہر یہ ارادہ کرے کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے جس سے اس نے شریعت کے مطابق عقد کیا تھا تو اس وقت مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ کرے گا تو اس کی طلاق شریعت کے مطابق واقع ہو گی اور یہ رشتہ جو نکاح کے ذریعے قائم ہوا تھا وہ ختم ہو جائے گا۔

1۔خاص الفاظ کا استعمال

جب شوہر یہ چاہے کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے اس کے لیے خاص صیغے وضع کیے گئے جن کے ذریعے طلاق دے سکتا ہے جب طلاق کا ارادہ کرے تو اپنی زوجہ کو مخاطب کر کے کہے انتِ طالق یا نام لیکر کہے مثلا فلانة طالق یا ھذہ طالق یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ذریعے سے طلاق دے جن میں جس کو طلاق دی جارہی ہے وہ متعین ہو رہی ہو اور لفظ طلاق بھی استعمال کیا جارہا ہو کنایہ کے ذریعے جیسے یہ کہنا کہ انت خالیة یا بریة سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

جب تک کوئی شخص عربی زبان میں صیغہ طلاق جاری کر سکتا ہو اس کے لیے کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہو گی اب اگر یہ کہنے سے عاجز ہو اور کوئی وکیل بھی نہ ملے جو اس کی طرف سے یہ صیغے جاری کر دے تو ایسی صورت میں کسی دوسری زبان میں اس کے مترادف لفظ کے ذریعے طلاق دے سکتا ہے۔

اسی طرح اشارے اور کتابت کے ذریعے سے بھی طلاق واقع نہیں ہو گی ہاں جو شخص گونگا ہے اور بول نہیں سکتا اس کے لیے درست ہے کہ وہ ایسے اشارے کے ذریعے کہ جو مطلوب پر دلالت کر رہا ہو یا لکھ کر طلاق دے سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ اگر وہ کتابت جانتا ہے تو اشارے کی بجائے کتابت کے ذریعے طلاق دے۔ طلاق دینے میں وکیل بنا سکتا ہے کہ کوئی اور اس کی طرف سے صیغہ طلاق جاری کر دے اس سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔[1]

زرارہ بن اعین نے امام سے پوچھا کہ اگر کوئی بندہ بیوی کو لکھ کر طلاق بھیج دیتا ہے یا اپنے غلام کو لکھ کر آزاد کر دیتا ہے اور اس کو بولتا نہیں ہے تو امام نے فرمایا جب تک بولے گا نہیں لکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔[2]

---

[1]۔ سیستانی، سید علی حسینی، "منهاج الصالحين"، بیروت: دار المؤرخ العربی، طبع نوزدہم، 2013ء، ج:3، ص:151، 150

Seestani, Syed Ali Hussaini, *Minhaj Us Saliheen*, (Beirut: Dar Al Moarrikh Al Arabi,2013)3:150,151.

[2]۔ العاملی، الشیخ محمد بن حسن، "وسائل الشيعة الى تحصيل مسائل الشريعة"، قم: مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، طبع الثانیہ، 1414ھ، ج:22، ص:36

Al Amli, Sheikh Muhammad Bin Hassan, *Wasail Us Shia Ila Tehsil E Masaili Sharia*,(Qom: Moassissa Aalal Bait Li Ahyai Turas, 1414 AH)22:36.

امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص اپنی عورت کو یہ کہتا ہے کہ انت منی خلیه ،او بریه ،او بائن ، او حرام تو کیا حکم ہے ؟ تو امام نے فرمایا اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔[1]

2۔ طلاق کو کسی دوسری چیز پر معلق نہ کیا گیا ہو

اگر طلاق دینے والا طلاق کو کسی ایسی بات پر موقوف قرار دے جس کے بارے میں معلوم ہے کہ مستقبل میں یہ حاصل ہو جائے گی یا جس کا حصول متوقع ہو تو ایسی صورت میں طلاق نہیں ہو گی جیسے کوئی کہے ان طلعت الشمس فانت طالق یا یہ کہے کہ اذا جاء زید فانت طالق تو یہ طلاق باطل ہو گی یعنی درست نہ ہو گی اور اگر طلاق دینے والا طلاق کو کسی ایسی بات پر معلق کرے جو کہ طلاق دیتے وقت حاصل ہو اور اس کا علم ہو کہ یہ بات تو واقع ہو چکی ہے جیسے کوئی اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے کہ ان کانت هذه يدى فانت طالق تو ایسی طلاق ہو جائے گی۔

سید مرتضی علم الھدی لکھتے ہیں کہ یہ امامیہ کا امتیاز ہے کہ مشروط طلاق واقع نہیں ہوتی اگرچہ وہ شرط پوری ہی کیوں نہ ہو جائے باقی فقہاء یہ کہتے ہیں کہ طلاق معلق شرط کے پورا ہونے سے واقع ہو جاتی ہے طلاق ایک شرعی حکم ہے اور شرط لگا کر طلاق دینا کیفیت طلاق میں بیان نہیں ہوا ہے اس لیے واجب ہے کہ ہم میاں بیوی میں جدائی کا حکم نہ لگائیں بلکہ اسی شرعی طریقہ کے مطابق جدائی ہو گی جو شریعت نے بتا دیا ہے۔[2]

امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا ہے اگر میں دوسری شادی کروں تو تجھے طلاق ہو جائے تو کیا حکم ہے ؟(یعنی اب اگر دوسری شادی کرتا ہے تو کیا اسے طلاق ہو جائے گی)امام نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے جو شخص اللہ کی کتاب کے علاوہ شرط رکھتا ہے (یعنی جہاں حکم خدا آگیا ہے اور وہ کوئی شرط قرار دیتا ہے)تو یہ شرط نہ اس کے حق میں آئے گی اور نہ اس کے خلاف آئے گی۔[3]

ان تمام احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ طلاق کا جو طریقہ کار قرآن و سنت میں مذکور ہے۔ طلاق کا عمل اسی طرح واقع ہو گا تو اس پر وہ اثرات مترتب ہوگے جو شریعت نے اس کے لیے قرار دیے ہیں۔

---

[1] ۔ایضا،ص:37

Ibid, 37.

[2] ۔مروارید، علی اصغر،"سلسلة الينابيع الفقهية الطلاق"،بیروت:الدار الاسلامیہ، طبع اولی1990ء،ج:20،ص:43

Marwareed, Ali Asghar, *Silsila Tul Yananabih Al Fiqhiyyati Talaq*, (Beirut: Al Dar Ul Islamia,1990)20:43.

[3] ۔ایضا،ص:44

Ibid, 44.

3۔شاہد ہوں

جب طلاق دی جارہی ہو تو اس وقت دو عادل گواہ موجود ہونے چاہیں جو اس وقت اس طلاق کو وقوع پذیر ہوتا ہوا سنیں یہ سارا معاملہ ان کے سامنے ہو یہ شرط نہیں ہے کہ ان سے کہا جائے تم دونوں گواہ ہو ان کا ہونا ہی کافی ہے ان دونوں کا ایک مجلس میں سننا ضروری ہے اگر ایک جگہ طلاق دی وہاں ایک آدمی تھا دوسری جگہ طلاق دی وہاں دوسرا آدمی تھا اگرچہ طلاق ان دونوں کے سامنے ہوئی لیکن یہ طلاق درست نہیں ہو گی کیونکہ طلاق ان دونوں کے سامنے ایک مجلس میں ہونی چاہیے ان دونوں کا جس عورت کو طلاق دی جارہی ہے اس کو پہچاننا ضروری نہیں ہے اگر کوئی ان کے سامنے بیٹھی چند عورتوں میں سے ایک کو جو کہ اس کی بیوی ہے اس کا نام لیکر طلاق دے مثلاً یہ کہے کہ زوجتی ھند طالق اور یہ سن لیں تو ہند کو یہ نہ بھی پہچانتے ہوں تو بھی طلاق وہ جائے گی اگر گواہ فی الحقیقت فاسق ہوں تو طلاق واقع نہیں ہو گی طلاق میں عورت کو اطلاع کرنا کہ اس وقت تمہیں طلاق دی جارہی ہے ضروری نہیں ہے اور صحت طلاق میں شرط بھی نہیں ہے۔سید مرتضی لکھتے ہیں کہ یہ فقہ جعفری کا امتیاز ہے کہ طلاق دیتے وقت دو عادل گواہوں کا پاس ہونا ضروری ہے اگر دو گواہ نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔[1]

حضرت علی کے پاس ایک بندہ آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین میں نے زوجہ کو طلاق دے دی ہے حضرت علی نے اس سے پوچھا اس پر کون گواہ ہے ؟ اس نے کہا اس پر کوئی گواہ نہیں ہے تو حضرت علی نے فرمایا اس طلاق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔حضرت علی سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص کوفہ میں آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین میں نے زوجہ کو طلاق دے دی ہے اور یہ طلاق اس وقت دی ہے جب وہ حیض سے فارغ ہو چکی تھی اور میں نے اس سے جماع بھی نہیں کیا تھا۔امیر المؤمنین نے پوچھا کیا تم نے اس پر دو گواہ بنائے تھے جس طرح اللہ نے تمہیں دو گواہ بنانے کو حکم دیا ہے تو اس شخص نے کہا نہیں اے امیر المؤمنین میں نے ایسا نہیں کیا اس پر آپ نے فرمایا جاؤ تمہاری طلاق بے حیثیت ہے بے اثر ہے۔[2]

امام محمد باقر نے فرمایا گواہوں کے بغیر طلاق ہوتی ہی نہیں ہے۔[3]

---

[1] ۔ایضا،ص43

Ibid,43.

[2] ۔العاملی،الشیخ محمد بن حسن،"وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة"،قم:مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث ،طبع الثانیہ ،1414ھ،ج:22،ص:28

Al Amli, Sheikh Muhammad Bin Hassan, *Wasail Us Shia Ila Tehsil E Masaili Sharia*,(Qom: Moassissa Aalal Bait Li Ahyai Turas, 1414 AH)22:28.

[3] ۔کلینی، شیخ محمد بن یعقوب،"الکافی"،بیروت:دار الاضواء للطباعۃ والنشر والتوزیع،طبع اولیٰ1992ء،ج:6،ص:63

ان تمام روایات سے واضح ہوتا ہے کہ طلاق دیتے وقت گواہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے اور گواہ طلاق کے عمل میں ایک رکن کی حیثیت رکھتے ہیں جب یہ نہیں ہوں گے تو ایسے ہی ہے جیسے طلاق واقع ہی نہیں ہوئی۔

4۔وقت طلاق عورت حیض سے پاک ہو

حلبی نے امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی اب اس کا کیا حکم ہے؟ امام نے فرمایا کہ:

الطلاق علی غیر السنة باطل [1]

ترجمہ: وہ طلاق جو سنت کے مطابق نہ ہوئی ہو وہ باطل ہے۔

امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جس نے بیوی کو ایک محفل میں اکٹھی تین طلاقیں دیں اور جس خاتون کو طلاق دی گئی وہ حائض تھیں تو یہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے ایسی طلاق کو رد فرما دیا ہے جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو حالت حیض میں تین طلاقیں دیں اور وہ حالت حیض میں تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس طلاق کو باطل قرار دے دیا اور یہ ارشاد فرمایا ہر وہ چیز جو کتابِ خدا اور سنتِ رسول ﷺ کے خلاف ہو اسے کتاب خدا کی طرف پلٹایا جائے گا۔[2]

مطلقہ کی شرائط

جس خاتون کو طلاق دی جا رہی ہے یعنی مطلقہ اس میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا لازمی ہے:۔

1۔ نکاح دائمی ہو

طلاق کے لیے شرط یہ ہے کہ زوجین کے مابین عقد دائمی انجام پایا ہو اگر دونوں کے درمیان عقد منقطع یعنی نکاح متعہ ہوا تھا تو اس میں طلاق نہیں ہے جیسے ہی مدت ختم ہو گی یہ ختم ہو جائے گا اور یہی اس کے لیے وقت طلاق ہے اور اگر کچھ مدت رہتی ہے اور شوہر چاہتا ہے کہ اس سے جدا ہو جائے تو وہ باقی ماندہ مدت کو وھبتک مدة المتعة کہہ کر معاف کر دے گا۔

Kulaini, Sheikh Muhammad Bin Yaqoob, *Al Kaafi*, (Beirut: Dar Al Azwa Lit Tabaha Wan Nashar Wat Tozeeh,1992)6:63.

[1] ۔ایضا، ص64

Ibid, 64.

[2] ۔ایضا

Ibid

2۔عورت نفاس و حیض سے طاہر ہو

جس عورت کو طلاق دی جارہی ہے اسے خون حیض و نفاس سے پاک ہونا چاہیے جن ایام میں خاتون کو خون حیض یا نفاس آرہا ہو ان ایام میں اسے طلاق دینا درست نہیں ہے اور اگر کوئی طلاق دے تو وہ واقع نہیں ہو گی چند ایسی عورتیں ہیں جو اگرچہ حالت حیض میں ہی کیوں نہ ہوں ان کو طلاق دی جاسکتی ہے۔

1۔جس عورت کے ساتھ شوہر نے ایک بار بھی مجامعت نہ کی ہو جسے عموما غیر مدخول بھا کہا جاتا ہے اسے اس وقت بھی طلاق دی جاسکتی ہے جب اس کے ایام حیض جاری ہوں۔

2۔وہ عورت جس کا حمل ظاہر ہو جائے اسے بھی حالت حیض میں طلاق دی جاسکتی ہے یہ مسئلہ وضاحت طلب ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ایک عورت حاملہ بھی ہو اور حیض بھی ایسی تو ایسی صورت میں اسے طلاق دی جاسکتی ہے۔

3۔جب طلاق دینا والا دور ہو اور اس کے لیے عورت کی عادت وغیرہ یا دیگر ذرائع سے اطمنان حاصل کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے جدا ہوئے ایک مدت گزر چکی ہو تو وہ طلاق دے سکتا اگرچہ یہ طلاق ایام حیض میں ہی کیوں نہ یہ نافذ ہو جائے گی وہ شوہر جو مرض، خوف، جیل میں ہونے یا ان جیسی اور وجوہات کی بنیاد پر ایام حیض معلوم نہ کر سکے تو وہ بھی غائب کے حکم ہے یعنی اس کی طلاق بھی نافذ ہو گی۔

3۔پاکیزگی

عورت طلاق کے وقت حیض و نفاس سے پاک ہو اور اس طہر میں اس شوہر نے اس کے قریب نہ گیا ہو اور اگر قریب گیا ہو تو اس طہر میں طلاق نہیں دے سکتا بہت چھوٹی بچی اور یائیسہ کو اسی طہر میں طلاق دے سکتا ہے اگر عورت یہ کہے کہ میں پاک ہوں اور اسے طلاق دی جائے اور پھر وہ کہے کہ میں جھوٹ بولا تھا تو اس کی گواہی قبول نہیں ہو گی اور اس سے دلیل مانگی جائے گی۔

4۔جسے طلاق دی جارہی ہے وہ معین ہو

جس عورت کو طلاق دی جارہی ہے اُس کا معین اور معلوم ہونا ضروری ہے مثلا نام لیکر کہے کہ فلانۃ طالق یا اس کی طرف اس طرح سے اشارہ کرے جس سے ابہام دور ہو جائے اور کوئی اجمال باقی نہ رہے اگر ایک ہی بیوی ہو تو کہی زوجتی طالق تو بھی طلاق درست ہو گی۔[1]

---

[1] ۔سیستانی،سید علی حسینی،"منهاج الصالحين".بیروت:دار المؤرخ العربی،طبع نوزدہم،2013ء،ج:3،ص:150،146

Seestani, Syed Ali Hussaini, *Minhaj Us Saliheen*, (Beirut: Dar Al Moarrikh Al Arabi,2013)3:146,150.

طلاق دہندہ کی شرائط

جو شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دینا چاہتا ہے شریعت مقدسہ اسلام میں اس کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:-

1۔ شرعی شرائط کے مطابق بالغ

طلاق دینے والے کا بالغ ہونا شرط ہے بچے کی طلاق درست نہیں ہے نہ ہی یہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ ہی یہ وکیل کے ذریعے طلاق دے سکتا ہے بچے کے ولی یعنی باپ اور دادا بھی اس کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا ہر طلاق جائز ہے مگر بچے مبرسم، مجنون، پاگل اور جسے مجبور کیا گیا ہو اس کی طلاق درست نہیں اور حدیث میں ارشاد فرمایا بچے اور حالت نشے میں موجود شخص کی طلاق درست نہیں ہے۔[1]

2۔ عاقل و متین ہو

مجنون کی طلاق درست نہیں ہے وہ شخص جو جس کا جنون ادواری ہے یعنی مہینے کے بعض ایام میں وہ حالت جنون میں ہوتا ہے اور باقی ایام ٹھیک ہوتا ہے تو جب حالت جنون میں طلاق دے گا تو اس کی طلاق درست نہیں ہے مجنون کے والد اور دادا اگر مجنون کی مصلحت اس بات میں سمجھیں کہ طلاق دے جائے تو یہ مجنون کی مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے طلاق دے سکتے ہیں اگر باپ اور دادا نہ ہوں تو حاکم شرع ان کا ولی ہوگا اور وہ صیغہ طلاق جاری کر سکتا ہے لیکن وہ شخص جو بعض ایام میں مجنون ہوتا ہے اس کی طرف سے اس کے باپ یا دادا صیغہ طلاق جاری نہیں کر سکتے اگرچہ اس کے جنون کے ایام کچھ زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائیں۔[2]

3۔ ارادہ کیا ہو

طلاق دینے والا اس بات کا ارادہ بھی رکھتا ہو کہ وہ حقیقت میں الگ ہونا چاہتا ہے اسی لیے نشے کی طلاق درست نہیں ہے کیونکہ اس کا قصد ایسا نہیں ہوتا جس کی پرواہ کی جائے اسی طرح اگر کوئی نیند کی حالت میں، مذاق کرتے ہوئے، بھول کر، غلطی سے یا شدید غصے کی حالت میں ایسا غصہ جو انسان سے اس کا ارادہ سلب کر لیتا ہے طلاق دے تو ان کی طلاق بھی نافذ نہیں ہوگی اور اس سے جدائی نہ ہوگی اسی طرح کوئی پڑھانے کے لیے، حکایت کرنے کے لیے یا

---

[1] ۔ العاملی، الشیخ محمد بن حسن، "وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة"، قم: مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، طبع الثانیہ، 1414ھ، ج:22، ص:78

Al Amli, Sheikh Muhammad Bin Hassan, *Wasail Us Shia Ila Tehsil E Masaili Sharia*,(Qom: Moassissa Aalal Bait Li Ahyai Turas, 1414 AH)22:78.

[2] ۔ سیستانی، سید علی حسینی، "منهاج الصالحین"، بیروت: دار المؤرخ العربی، طبع نوزدہم، 2013ء، ج:3، ص:143

Seestani, Syed Ali Hussaini, *Minhaj Us Saliheen*, (Beirut: Dar Al Moarrikh Al Arabi,2013)3:143.

تلقین کرنے لیے صیغہ طلاق جاری کرے تو یہ بھی نافذ نہ ہو گا اگر کوئی شخص طلاق دینے کے بعد یہ کہے کہ میں نے ارادہ نہیں کیا تھا تو اگر زوجہ اس کی تصدیق کرے تو ٹھیک ورنہ اس کی بات نہیں سنی جائے گی امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ

لا طلاق الا ما ارید بہ الطلاق[1]

ترجمہ: صرف اس شخص کی طلاق طلاق ہو گی جس نے طلاق کا ارادہ کیا ہو گا۔

4۔اختیار

طلاق اختیار سے دے رہا ہو طلاق دینے والا پر کوئی اکراہ یعنی پریشر نہ ہو یا اس سے ملتی جلتی صورت نہ ہو جس سے اس کا اختیار چھن جائے اکراہ میں انسان کو اس کام کے نہ کرنے کی صورت میں ڈرایا جا رہا ہو تا ہے دھمکی دی جا رہی ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں ضرر پہنچنے کا اندیشہ بھی ہو تو یہ شخص مکرہ شمار ہو گا لیکن ایسی صورت میں طلاق ہو جائے گی جب وہ کسی ایسی ضرر سے بچنے کے لیے طلاق دے جس ضرر کا وہ مستحق ہو مثلا اس نے کسی شخص کا قتل کیا ہے مقتول کا ولی یہ کہتا ہے کہ تم زوجہ کو طلاق دے دو ورنہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا اب یہ اس ضرر سے بچنے کے لیے طلاق دیتا ہے تو اس کی طلاق نافذ ہو گی یہ ضرر اس کی مال جانا اور عزت آبرو سے متعلق ہو سکتا ہے اور یہ ضرر ایسا ہونا چاہیے جس کا عام طور پر متحمل نہیں ہوا جاتا ہے اور توریہ وغیرہ سے اس ضرر سے بچنا ممکن نہیں ہے۔[2]

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو خود سر لوگوں نے پکڑ لیا یہاں تک کہ اس شخص کو یہ خوف ہوا کہ یہ مجھے قتل کر دیں گے یا یہ کہ میں اپنا غلام آزاد کر دوں یا بیوی کو طلاق دے دوں اس نے یہ کر دیا تو کچھ بھی واقع نہیں ہو گا۔[3]

---

[1] ۔ کلینی، شیخ محمد بن یعقوب، "الکافی"، بیروت: دار الاضواء للطباعۃ والنشر والتوزیع، طبع اولیٰ 1992ء، ج:6، ص:65

Kulaini, Sheikh Muhammad Bin Yaqoob, *Al Kaafi*, (Beirut: Dar Al Azwa Lit Tabaha Wan Nashar Wat Tozeeh, 1992)6:65.

[2] ۔ سیستانی، سید علی حسینی، "منهاج الصالحين"، بیروت: دار المؤرخ العربی، طبع نوزدہم، 2013ء، ج:3، ص:140

Seestani, Syed Ali Hussaini, *Minhaj Us Saliheen*, (Beirut: Dar Al Moarrikh Al Arabi,2013)3:140.

[3] ۔ کلینی، شیخ محمد بن یعقوب، "الکافی"، بیروت: دار الاضواء للطباعۃ والنشر والتوزیع، طبع اولیٰ 1992ء، ج:6، ص:128

Kulaini, Sheikh Muhammad Bin Yaqoob, *Al Kaafi*, (Beirut: Dar Al Azwa Lit Tabaha Wan Nashar Wat Tozeeh, 1992)6:128.

خلاصہ بحث

اسلام خاندان کی تشکیل کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔خاندان کا آغاز نکاح کے خوبصورت عمل سے ہوتا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ نکاح سے وجود میں آناوالا یہ رشتہ ہمیشہ باقی رہے۔ اسلام نے تعلق کے قائم رکھنے کی اہمیت کو تسلیم کیا اور ساتھ اس حقیقت کو بھی مد نظر رکھا کہ کبھی کبھار اکٹھار ہنا ممکن نہیں رہتا۔ جب اکٹھار ہنا ممکن نہ ہو تو اسلام طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ وہ رشتہ جو نکاح کے ذریعے قائم ہو ا تھا اسے طلاق کے ذریعے ختم کر دیا جائے۔ اسلام اس عمل کو جائز قرار دینے کے باجود ناپسندیدہ سمجھتا ہے۔ طلاق میں خاندان ٹوٹ رہا ہوتا ہے۔ اس میں اختلافات عروج پر ہوتے ہیں۔ ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام نے طلاق، طلاق دینے والے اور جسے طلاق دی جارہی ہے اس کی شرائط رکھی ہیں۔ انہی شرائط کی موجودگی میں ہونے والی طلاق ہی شرعی طلاق ہو گی۔ فقہ امامیہ جسے فقہ جعفری بھی کہا جاتا ہے اس کی تعلیمات کی روشنی میں ہم نے مسئلہ طلاق کو دیکھا ہے۔ فقہ جعفری میں ایک محفل میں تین طلاق کو ایک طلاق ہی شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح طلاق کی مختلف اقسام ہیں ہر طلاق کے وقوع پذیر ہونے کی خاص شرائط ہیں انہی شرائط کے ساتھ ہونے والی طلاق ہی شرعی طلاق ہو گی۔